ایک احمدی کا معاشرے میں اعلیٰ نمونہ

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے کے لوگوں کے لئے اُن کے مناسبِ حال احکام جاری فرمائے۔نبی کریم ﷺ جو خاتم الانبیاء ہیں آپؐ پر جو شریعت نازل ہوئی وہ تا قیامت رہنے والی ہے۔اس لحاظ سے اس شریعت میں پائے جانے والے احکام قیامت تک کے لئے مسلمانوں اور قرآن کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے جاری و ساری رہنے ہیں۔آج کے موضوع کے حوالے سے ہمیں یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیے کہ ہمیں سب سے پہلے دیکھنا ہو گا کہ جب نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو آپؐ کے ذریعہ سے کس طرح کا اسلامی معاشرہ تشکیل پایا۔ایک مسلمان کے جو فرائض آنحضرتؐ کے دور میں تھے اور جس طرح کے اخلاق کا مظاہرہ ایک مسلمان کے لئے فرض تھا اُنہیں اعلیٰ نمونوں اور اخلاق کے احیاء اور دنیا میں دوبارہ جاری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آخرین میں مبعوث فرمایا۔پس اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ تمام اخلاق جن کا مظاہرہ ایک مسلمان کو کرنا چاہیے وہ بدرجہ اتمّ ایک احمدی میں ہونے چاہئیں۔اور اس کی ایک اہم وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم نے نہ صرف اس زمانے کے امام کو مانا ہے اور اس کی بیعت کی ہے بلکہ آپ کے بعد خلفاء کے ذریعہ سے مسلسل ہم ایسی تعلیم اور ضابطۂ حیات حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں جن کی روشنی میں ہماری معاشرتی لحاظ سے ذمہ داریاں اور ہمارے فرائض دوہری حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔

ایک معاشرہ کئی قسم کے طبقوں کے ذریعہ سے تشکیل پاتا ہے اور اس کا بنیادی یونٹ ایک فردِ واحد ہوتا ہے۔ اگر فردِ واحد میں اعلیٰ اخلاق ہوں گے تو لازماً ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ واقعی یہ معاشرہ اعلیٰ اخلاق پر قائم ہے۔یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کے بے شمار پہلو ہیں اور اُن کا احاطہ کرنا اس مختصر سے وقت میں ناممکن ہے۔اس لئے خاکسار اختصار کے ساتھ ، اجمالی طور پر صرف بنیادی پہلوؤں کو بیان کرنے پر ہی اکتفاء کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخلاقیات کا جو ضابطہ ہمارے سامنے رکھا ہے اگر ہم اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو لازماً ہم میں سے ہر ایک اس مقام تک پہنچ جائے گا جہاں پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ واقعی احمدیت کا ہر فرد اخلاق کے اُن اعلیٰ نمونوں پر قائم ہے جو اسلام کی شان ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے ”دس شرائط“ بیعت رکھی ہیں جن کا ماننا ہم پر فرض ہے۔ اگر ہم اُن کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون سے راستے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اعلیٰ اخلاق کو حاصل کر سکتے ہیں؟ اور وہ کون کون سے اخلاق ہیں جن کا ایک احمدی میں ہونا ضروری ہے؟ اس لحاظ سے خاکسار آپ کے سامنے دس شرائط بیعت رکھتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

شرط اول

بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو شرک سے مجتنب رہے گا۔

شرط دوم

یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

شرط سوم

یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

شرط چہارم

یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

شرط پنجم

یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلاء میں خداتعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہرحالت راضی بقضاء ہوگا۔اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

شرط ششم

یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستورالعمل قرار دے گا۔

شرط ہفتم

یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

شرط ہشتم

یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہریک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

شرط نہم

یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

شرط دہم

یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159-160 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے "۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ خواہ کسی قسم کے بغضوں ،کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسا ہی روبہ دنیا میں تھے ،ان تمام آفات سے نجات پاویں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پس ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں،کیونکہ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ مشہور ہے۔وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے۔تو حتی الواسع اس کا جواب نہایت نرمی اور ملاطفت سے دیں۔تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو، وہ تبدیل اخلاق اُسی صورت میں کرسکتے ہیں جبکہ مجاہدہ اور دُعا سے کام لیں ورنہ ممکن نہیں ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کے لئے سب سے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں،کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے اور اگر معرفت کا دعویٰ کر کے اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کر دے اور اس کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے۔وہ ان کی محبت سخت دیکھ کر خود کو بھی سخت نہ کر لے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''صحابہؓ کرام کی حالت کو دیکھو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے لئے کیا کچھ نہ کیا۔جو کچھ انہوں نے کیا۔اسی طرح پر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہی رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔بدوں اس کے وہ اس اصلی مطلب کو جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں پا نہیں سکتے۔کیا ہماری جماعت کو زیادہ حاجتیں اور ضرورتیں لگی ہوئی ہیں جو صحابہؓ کو نہ تھیں۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے اور آپ کی باتیں سننے کے واسطے کیسے حریص تھے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔جو پوری طاقت دی گئی ہے۔وہ کمزور سے محبت کرے۔میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے؛حالانکہ چاہیے تو یہ کہ اس کے لیے دعا کرے۔محبت کرے اور اُسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے۔مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے۔اگر عفو نہ کیا جائے ہمدردی نہ کی جاوے اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔پردہ پوشی کی جاوے۔جب یہ حالت پیدا ہو تو ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے۔خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے۔پس اب اگر کوئی میرے ساتھ

تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا۔پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے،تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟میرے ساتھ وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے۔وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھائو کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ایک مولوی کا ذکر کہ اس نے مسجد کا بہانہ کر کے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا ایک جگہ وہ وعظ کر رہاتھا اس کے وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اتار کراس کو چندہ میں دے دی مولوی صاحب نے کہا کہ اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسراپاؤں جہنم میں جائے اس نے فی الفوردوسری پازیب بھی اتار کراسے دے دی مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی اس کااس پر بھی بڑا اثرہوااور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ ان کی عورت روتی ہے اور اس نے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دے دیا کہ اسے بھی مسجد میں لگا دو۔مولوی صاحب نے کہا کہ تُو کیوں ایسا روتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اَور کچھ نہ تھا۔

غرض ایسے نمونوں سے دنیا کو بہت بڑانقصان پہنچا ہے ہماری جماعت کو ایسی باتوں سے پرہیز کر نا چاہئیے تم ایسے نہ بنو چاہئیے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو ہرایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق۔عادات۔استقامت۔پابندی احکام الہیٰ کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھو کر کھاتا ہے پس ان باتوں کو یادرکھو۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیے کہ نری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پورا کرنے والی ہو۔اندرونی تبدیلی کرنی چاہیے۔صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کرسکتے۔اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔اگر تم میں مکر،فریب، کسل اور سستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے۔ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے بوجھ کو اُٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے۔عمر کا اعتبار نہیں دیکھو مولوی عبد الکریم صاحب فوت ہو گئے۔ہر جمعہ میں ہم کوئی نہ کوئی جنازہ پڑھتے ہیں۔جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔جب موت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔نماز میں دعائیں مانگو۔صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا (العنکبوت :70) میں شامل ہو جاؤ۔جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے۔دوائی کھاتا ، مسہل لیتا،خون نکلواتا،ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے۔اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجالاؤ۔صدقہ خیرات کرو۔جنگلوں میں جا کر دعائیں کرو۔سفر کی ضرورت ہو تو وہ بھی کرو۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"کسی کی جان ، عزت اور مال سے کھیلنا دن بدن ہمارے معاشرے میں یہ بدیاں پھیل رہی ہیں اور جماعت میں بھی وہ داخل ہو رہی ہیں۔اس لئے یہ فخر کرنا کہ ہم ان سے بہتر ہیں بالکل غلط طریق ہے۔اگر ہم بہتر ہیں تو یہ فخر کا نہیں بلکہ شکر کا مقام ہے۔لیکن اگر ہم اتنے بہتر نہیں جتنا ایک الٰہی جماعت کو ہونا چاہیے تو پھر یہ شرم کی بات بن جاتی ہے۔بہتر ہونا فخر کا مقام نہیں شکر کا مقام ہے۔لیکن جتنا بہتر ہونا چاہیے اگر ہم اتنے بہتر نہیں تو پھر یہ قابل شرم بات ہے۔ایسی صورت میں ہم اس بات کے اہل نہیں رہتے کہ دوسروں کو بچا سکیں۔ایک آدمی تیرنا جانتا ہو تو ضروری نہیں کہ وہ کسی ڈوبتے ہوئے کو بچا سکے۔ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے بہت اچھا تیرنا آنا چاہیے اور جسم میں اسی نسبت سے طاقت بھی ہونی چاہیے۔جماعت احمدیہ کو دوسروں کے بچانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔اس لئے اگر معاشرے کو سنبھالنا ہے تو جن بدیوں کا میں ذکر کرتا ہوں ان بدیوں سے جماعت کا کلیۃً اجتناب ضروری ہے اور جماعت کا معیار اس پہلو سے بہت بلند ہونا چاہیے۔"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

" حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سرداری اور آپ کی سیادت تمام دنیا پر محیط ہے اس لئے جو بھی آپ کا سچا غلام ہو گا اگر اسے نوح کا خطاب دیا جائے تو اس سیلاب کا تعلق بھی ساری دنیا سے ہو گا اور اس کشتی کا تعلق بھی ساری دنیا سے ہو گا۔اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے اوپر بے انتہا عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کشتی کی حفاظت کریں جو کشتی اُن کے اخلاق سے تعمیر ہو رہی ہے۔جو کشتی ان کی نیکیوں سے تعمیر ہو رہی ہے۔جو کشتی ان کو بدیوں سے بچا رہی ہے۔اور نیکیوں کی تلقین کر رہی ہے۔اور ان کی نیکیوں میں نشوونما پیدا کر رہی ہے۔جس طرح نوح کے سیلاب سے کشتی بلند ہوئی تھی اور جس طرح طوفانِ نوح نے ہر چیز کو غرق کر دیا تھا مگر اس کشتی کو غرق نہیں کر سکا تھا۔اسی طرح بدیوں کا سیلاب خواہ کتنا بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے اگر حضرت مسیح موعود کی کشتی میں بیٹھ کر آپ بھی اس کے مطابق بلند تر ہوتے چلے جائیں گے تو معاصی کا یہ سیلاب غرق کرنے کی بجائے آپ کو سربلندی عطا کرے گا اور عظمتیں عطا کرے گا کیونکہ معاصی کا سیلاب جتنا بلند ہو گا اتنی ہی آپ کی اخلاقی عظمت نمایاں ہو کر دور دور سے دنیا کو دکھائی دینے لگے گی۔لیکن اگر آپ نے اس کو کھیل سمجھا اور یہ سمجھ لیا کہ ہر شخص جو ظاہری کشتی میں آ چکا ہے وہ لازماً بچایا جائے گا تو یہ درست نہیں۔... جماعت احمدیہ کے اوپر بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بڑی باریک نظر سے اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھیں اور اپنے سینوں سے اُن گندے بیجوں کو اکھاڑ پھینکیں جو آج اگر مخفی بھی رہیں گے تو کل اُن کا ظاہر ہونا لا بُدّی ہے۔کیونکہ خدا کی تقدیر اسی طرح سلوک کیا کرتی ہے۔... آج کل معاشرہ میں جو بدیاں پھیل رہی ہیں وہ احمدیوں میں بھی راہ پا سکتی ہیں۔بدیاں احمدیوں سے تو نہیں پھوٹتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی بنیادی طور پر اتنی اصلاح ہو چکی ہے کہ وہ نئی بدیوں کے ایجاد کرنے والے نہیں لیکن دنیا جو بدیاں ایجاد کرتی ہے معاشرہ میں اور ماحول میں جو برائیاں پھیلتی ہیں یہ کہنا کہ احمدی اس سے متاثر نہیں ہو سکتے یہ بالکل غلط بات ہے۔"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

” برائیوں کے خلاف جہاد صرف اندرونی طور پر نہیں ہونا چاہئے بلکہ ماحول کی برائیاں دور کرنے کی کوشش بھی ضروری ہے۔اگر آپ ماحول کی برائیوں سے غافل ہو جائیں اور یہ سمجھیں کہ غیر ان بیماریوں میں مبتلا ہیں تو یہ طریقِ عمل خود کشی کے مترادف ہو گا۔جب تک ہم اس نظر سے معاشرے کی برائیوں کو نہ دیکھیں کہ یہ بدیاں دور کرنا ہمارا کام ہے خواہ اپنوں میں ہوں یا غیروں میں ہوں اور یہ کہ ہم اس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ ہمیں برائیوں کو دور کرنا ہے اس وقت تک ان بدیوں سے ہم خود بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔“

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”قرآن کریم چونکہ بہت ہی عظیم اور بہت ہی وسیع مضامین کو بیان فرماتا ہے اس لئے جگہ کی دقت کے پیش نظر چھوٹے چھوٹے اشارے رکھے جاتے ہیں۔ورنہ تو یہ کتاب ارب ہا ارب صفحوں پر پھیل جاتی۔پس قرآن نے جو حسنِ معاشرہ پیش فرمایا ہے اس کو اختیار کرو۔سب گھر جنت بن جائیں گے۔اگر احمدی گھر جنت بن جائیں تو پھر ہم دنیا کو احمدی معاشرہ ایک نورانی معاشرہ کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔محمد رسول اللہ ﷺ کے حسنِ خلق کے طور پر ، آپؐ کے نور کے طور پر ہم یہ معاشرہ مشرق کو بھی پیش کر سکتے ہیں اور مغرب کو بھی پیش کر سکتے ہیں کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا نور دونوں کے درمیان سانجھا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ ۱۶/اپریل ۱۹۹۳ء)

پس ان تمام ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ ایک احمدی کہ دوہری ذمہ داری ہے کہ نہ وہ صرف اپنے آپ کو بدیوں سے بچائے اور نیکیوں کو اپنائے بلکہ اپنے ساتھ ساتھ احمدیوں کو اور ان کے علاوہ دوسرے سب لوگوں کو بھی بدیوں سے بچاتے ہوئے نیکیوں پر راغب کرنے والا ہو۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہر ایک کے لئے اچھا نمونہ پیش کرنے والا بنائے۔ آمین